نصابی کتب کے مطالعے اصول

مفتی عبدالکبیر کاوش

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ مطالعہ کی مثال بیان کرتے ہوئے ایک موقع پر ارشا فرماتے ہیں کہ

''مطالعہ کی برکت سے استعداد اور فہم پیدا ہوتا ہے، اس کی مثال ایسی ہے جیسے کپڑا رنگنے کے لئے پہلے اس کو دھولیا جاتا ہے، پھر رنگ کے مٹکے میں ڈالا جاتا ہے اور اگر پہلے نہ دھویا جائے تو کپڑے پر داغ پڑ جاتے ہیں، اسی طرح اگر مطالعہ نہ کیا جائے تو سبق کا مضمون اچھی طرح سمجھ میں نہیں آتا اور اس سے معلم کو تکلیف ہوتی ہے''

دوسرے موقع پر مطالعہ کی حقیقت بیان کرتے ہوئے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

''مطالعہ معلومات سے مجہولات کی تمیز کا نام ہے، یعنی آئندہ کے سبق میں یہ بات نوٹ کر لینا کہ کون سی بات مجھے پہلے سے معلوم ہے اور کون سی بات مجھے معلوم نہیں۔''

اکابر کے طرز تعلیم اور نظام تدریس میں مطالعہ کو بنیادی حیثیت حاصل ہے کہ طالب علم استاد سے سبق لینے سے قبل اس کی عبارت کو خود پڑھے اور اس کے مفہوم کو سمجھنے کی کوشش کرے۔ صحیح معنوں میں مطالعہ اس کو کہتے ہیں جس میں طالب علم مندرجہ ذیل باتوں کا لحاظ کرے:

۱...... عبارت کا صحیح تلفظ معلوم کرے، صیغے پہچانے، مرفوع، منصوب اور مجرور کی تمیز کرے۔

۲...... فاعل مفعول، مبتدخبر اور جملے کے دیگر ترکیبی عناصر کو پہچانے اور عبارت کا مطلب نکالے۔

۳...... کتاب کے مصنف کے طرزِ بیان کو سمجھے اور اس سے مناسبت پیدا کرے۔

۴...... مصنف کے طرزِ بیان پر غور کرے اور عبارت کی جامعیت و مانعیت کو پرکھے۔

۵...... عبارت میں لائی گئی قیودات وشرائط سے حاصل ہونے والے فوائد کو سمجھے۔

۶...... اگر کسی لفظ یا جملے پر کوئی اعتراض ذہن میں آتا ہو تو اس کا حل تلاش کرے۔

۷...... جس اعتراض کا حل نہ ملے اسے استاد سے حل کرانے کے لئے کاپی یا ذہن میں محفوظ کرلے۔

۸...... کتاب کی عبارت کے حوالے، حواشی، اور بین السطور تشریحی الفاظ پر بھی غور کرے اور ان کو سمجھے۔

ان باتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ طالب علم اپنی بساط کے مطابق استاد کے پاس جانے سے پہلے کتاب کو مکمل طور پر حل کرے، تاکہ استاد کو اسے سمجھانے کے لئے اضافی توانائی خرچ کرنے کی ضرورت نہ پڑے اور طالب علم کو بھی کتاب کا مفہوم کماحقہ سمجھنے میں آسانی ہو۔

بہت سے طلبہ مطالعہ کے نام سے بدکتے ہیں کہ ''ہم مطالعہ کیسے کریں، ہمیں تو عبارت پڑھنا بھی نہیں آتی'' مطالعہ کا خوف ان کے ذہن پر اس قدر سوار ہوتا ہے کہ وہ اس کو ایک ناقابل تحمل مشقت سمجھتے ہیں اور اس کے قریب جانے کو بھی تیار نہیں ہوتے۔ یوں کسی قسم کی ذہنی تیاری کے بغیر استاد کے سامنے بیٹھ جاتے ہیں۔ انتہا یہ کہ کچھ طلبہ کو یہ تک معلوم نہیں ہوتا کہ آج سبق کہاں سے شروع ہو رہا ہے۔ ایسی حالت میں ذہین سے ذہین طالبعلم بھی اس کا اکثر حصہ کماحقہ سمجھنے سے قاصر رہتا ہے۔ کچھ ایسے ''بے مطالعے'' طلبا استاد کی تقریر کو الٹا سیدھا کاپی میں نقل کرتے چلے جاتے ہیں اور مطالعہ کی طرح خود کو تکرار سے بھی بے نیاز کر لیتے ہیں۔ پھر جب امتحان سر پر آجائیں تو خاص خاص مقامات کا رٹہ لگا کر امتحان دیدیتے ہیں اور کسی نہ کسی طرح پاس ہو کر اگلی کلاس میں بیٹھ جاتے ہیں۔ ان تمام خرابیوں کی بنیاد یہی ہے کہ طلباء کرام مطالعہ کو ایک امرِ محال گردانتے ہیں اور اس سے منہ موڑ کر بیٹھ جاتے ہیں۔ حالانکہ مطالعہ ایک آسان ترین کام ہے جو محض معلومات سے مجہولات کو الگ کرنے کا نام ہے اور یہ امر چنداں مشکل نہیں، بس تھوڑا سا وقت نکالنے اور ہمت کرنے کی ضرورت ہے۔

بعض طلبہ مطالعہ نہ کرنے کا عذر یہ پیش کرتے ہیں کہ ''جی نہیں لگتا'' ''مطالعہ کے لئے بیٹھتے ہی اونگھ طاری ہو جاتی ہے'' یاد رکھو! یہ محض مطالعہ سے فرار کے بہانے ہیں جن کی کوئی حقیقت نہیں، بالفاظ دیگر

کام کرنے کے بہانے کچھ نہیں — کچھ نہ کرنے کو بہانہ چاہئے

حکیم الامت حضرت تھانویؒ ایسے طلبہ سے خطاب کر کے فرماتے ہیں کہ

''میں کہتا ہوں یہ صرف حیلہ اور لاپروائی کی دلیل ہے، ورنہ جناب اگر کسی پر مقدمہ فوجداری کا قائم

ہو جائے اور وہ سن لے کہ قانون کی کوئی نظیر میرے لئے مفید ہے تو اگر چہ قانون دیکھنے میں جی نہ لگے بلکہ سمجھ میں نہ آئے مگر جان مارے گا اور دیکھے گا، اس وقت یہ نہ ہوگا کہ بجائے قانون کے کوئی اور دلچسپ کتاب مثلاً ''الف لیلیٰ'' لے کے بیٹھے، اس وقت تو دل لگی ہوگی، ہم لوگوں کو دین کی طرف سے بہت بے فکری ہے یہ اس کی خرابی ہے، ذرہ ذرہ سے عذر ترک دین کے لئے کافی ہو جاتے ہیں''۔

بہت سے طلبہ وقت کی تنگی کو مطالعہ نہ کرنے کی وجہ بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ''جناب ہمیں مطالعہ کے لئے وقت نہیں ملتا''۔ ''اسباق کے تکرار سے فرصت نہیں ملتی''۔ ایسے طلبا سے گزارش ہے کہ جتنا وقت آپ کو میسر ہو اس کو مطالعہ میں لگائیں اور مطالعہ کو اپنی اولین ترجیحات میں شامل کر کے دیگر مشاغل سے وقت نکالنے کی کوشش کریں۔ کچھ سمجھ میں آئے یا نہ آئے، استقامت کے ساتھ مطالعہ کی عادت جاری رکھیں۔ آپ کی استقامت ایک دن رنگ لائے گی اور آپ تھوڑے وقت میں زیادہ سے زیادہ مطالعہ کرنے کی استعداد اپنے اندر پیدا کر لیں گے۔

جب طالب علم مطالعہ نہ کرے تو استاد کو اس سے شدید تکلیف ہوتی ہے۔ مطالعہ نہ کرنے والا طالبعلم نہ عبارت درست پڑھ سکتا ہے نہ ترجمہ صحیح کر سکتا ہے، وہ سبق کے لئے پہلے سے ذہنی طور پر تیار نہیں ہوتا۔ دورانِ سبق اس کی حالت اس شخص کی سی ہوتی ہے جسے نیند کے عالم میں بستر سے اٹھا کر دریا میں پھینک دیا جائے۔ بالکل واضح اور صاف مسئلہ بھی اس کے پراگندہ ذہن کے لئے ایک معمہ ثابت ہوتا ہے۔ ایسے طالبعلم کو سمجھانے کے لئے استاد کو دوبارہ سہ بارہ تقریر کرنا پڑتی ہے مگر پھر بھی وہ کماحقہ نہیں سمجھ پاتا جب کہ مطالعہ کرنے والے طلبہ پہلی بار ہی مسئلہ کی گہرائی تک پہنچ جاتے ہیں۔ اس صورتحال سے استاد کا ناراض ہونا یقینی اور غصہ کرنا برحق ہے۔ مطالعہ نہ کرنے والے طلبہ گویا اپنے استاد کے لئے تکلیف کا باعث بنتے ہیں اور ان کی ناراضگی مول لیتے ہیں یہ استاد کی بہت بڑی حق تلفی ہے اور استاد کی حق تلفی کرنے والا طالب علم کبھی کامیاب نہیں ہوتا۔

ہمیں مطالعہ کی قیمت واہمیت معلوم کرنے کے لئے اسلاف کے حالات زندگی کا مطالعہ کرنا چاہئے۔ بزرگوں کے احوال ہمارے لئے مشعل راہ ہیں۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ صاحب رات کو مطالعہ کا وقت ضائع ہو جانے کے اندیشے سے کھانا تناول نہیں فرماتے تھے۔ فرماتے ہیں کہ ''جب تک میری ایک بہن حیات تھیں وہ لقمے بنا بنا کر میرے منہ میں ڈالتی رہتی تھیں اور میں مطالعے میں مشغول رہتا تھا۔ ان کی وفات کے بعد اب میرے اتنے ناز اٹھانے والا کوئی نہیں رہا اور مطالعے کا حرج مجھ کو گوارا نہیں اس لئے رات کا کھانا چھوٹ گیا''...... ایک جگہ کہتے ہیں ''بسا اوقات رات دن میں ڈھائی گھنٹے سے زیادہ سونا نہیں ہوتا تھا اور بلا مبالغہ کئی مرتبہ بلکہ بہت سی مرتبہ ایسا بھی ہوا

کے وقت جب ضعف معلوم ہوتا تھا اس وقت یاد آتا کہ دوپہر روٹی نہیں کھائی...... اور رات کو روٹی کھانے کا معمول پہلے ہی سے چھوٹ گیا تھا'' ...... ابوالعباس ثعلبؒ کی عمرا کانوے (۹۱) برس ہو چکی تھی اس حالت میں بھی مطالعہ کا اتنا شغف تھا کہ راستے پر چلتے ہوئے بھی مطالعہ ترک نہ کرتے تھے، ایک دن جمعہ کی نماز کے بعد مسجد سے گھر جا رہے تھے، کتاب ہاتھ میں تھی اور ورق گردانی جاری تھی، راستے میں ایک گھوڑے سے ٹکر ہوگئی، گر پڑے...... اسی حالت میں وفات پا گئے۔ امام مسلمؒ کا قصہ تو مشہور ہے کہ ایک حدیث کی تلاش میں کتب حدیث کے ذخیرے کو کھنگال رہے تھے، اسی علمی غوطہ خوری کے دوران بے خیالی میں اپنے پاس رکھے ہوئے ٹوکرے سے کھجوریں نکال نکال کر کھاتے رہے حتیٰ کہ سارا ٹوکرا خالی کر دیا۔ اس بنا پر بیمار پڑ گئے۔ لہٰذا اسی مرض میں انتقال ہو گیا......

عزیز قارئین! اکابر کا طرز تعلیم ہمارے لئے نمونہ عمل ہے۔ مطالعے کی عادت ڈالیں تا کہ آپ کو علم کی گہرائی میسر ہو، آپ کی استعداد پختہ ہو اور آپ اپنے اسلاف کی وراثت کے صحیح معنوں میں حق دار بن سکیں۔

☆☆☆

دنیا جوتوں میں

حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ فرمایا کرتے تھے کہ جو آدمی مجھے محتاج سمجھ کر ہدیہ پیش کرے، میرا دل اس کا ہدیہ قبول کرنے کو نہیں چاہتا، البتہ سنت سمجھ کر پیش کرے تو میں اسے ضرور قبول کروں گا۔ ایک دفعہ ایک آدمی نے آکر آپ کو ہدیہ پیش کیا، آپ نے محسوس کیا کہ یہ تو احسان چڑھا کر ہدیہ دے رہا ہے، چنانچہ آپ نے انکار کر دیا مگر وہ بھی پیچھے لگا رہا کہ...... ''حضرت! قبول کیجئے۔ حضرت! قبول کیجئے''...... حضرت نے دو چار دفعہ کے بعد اس کو سختی سے ڈانٹ دیا کہ نہیں میں قبول نہیں کروں گا، جب اس نے دیکھا کہ چہرہ پر جلال ہے تو پیچھے ہٹ گیا، جب مسجد سے باہر نکلنے لگا تو اس کی نظر حضرت کے جوتوں پر پڑی، اس کے دل میں خیال آیا کہ حضرت جب باہر نکلیں گے تو جوتے تو پہنیں گے، چنانچہ اس نے وہ پیسے حضرت کے جوتوں میں رکھ دیئے۔ جب حضرت مسجد سے باہر نکلے اور پاؤں جوتے میں رکھا تو اس میں پیسے تھے۔ آپ نے دیکھا اور مسکرا کر فرمایا کہ یہ وہی پیسے ہیں جو وہ آدمی ہدیہ میں پیش کر رہا تھا، پہلے سنا کرتے تھے اور آج آنکھوں سے دیکھ لیا کہ جو انسان دنیا کو ٹھوکر لگاتا ہے دنیا اس کے جوتوں میں آیا کرتی ہے۔